باسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں۔ علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں۔ کہ ہمارے علاقے میں ایک گاؤں جو محبت خیل کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اسمیں تین ۳ قومیں آباد ہیں۔ جنکی مجموعی آبادی تعداد کے لحاظ سے 1068 ہیں۔ اور اس گاؤں میں چھ ۶ مساجد ہیں۔ اور دو ۲ پرائمری سکول ایک مردانہ اور ایک زنانہ اور چار ۴ دکانیں ہیں۔

اور باقی ضروریات پورا کرنے کیلئے بازار تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔

کیا یہ گاؤں چھوٹا یا بڑا شمار ہوتا ہے۔ اور اسمیں نماز جمعہ پڑھانا جائز ہے یا ناجائز۔

تفصیل سے جواب طلب ہے۔

مستفتی :- محمد فاروق۔ تحت لغری ضلع گرک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## الجواب حامداً ومصلیًا

سوال میں مذکورہ گاؤں کے سوال میں ذکر شدہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ گاؤں بڑے گاؤں یا قصبہ میں شمار نہیں، نیز بظاہر شہر کے مضافات میں بھی شامل نہیں لہذا مذکورہ گاؤں میں جمعہ قائم کرنا اور پڑھانا جائز نہیں، یہاں کے لوگوں پر جمعہ کے دن ظہر کی نماز پڑھنا واجب ہے۔

واضح رہے کہ احناف کے نزدیک جمعہ کے جواز کے لئے شہر، شہر کے مضافات یا بڑا قصبہ کا ہونا ضروری ہے، چھوٹے قصبہ یا گاؤں میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں۔ قصبہ کی علامت ہمارے عرف میں یہ ہے، کہ جہاں کی آبادی چار ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ ہو، اور اس میں ایسا بازار بھی ہو جس میں کم از کم چالیس پچاس متصل دکانیں ہوں، اور روزانہ لگتا ہو، اور اس میں روزمرہ کی ضروریات کی ہر چیز ملتی ہو، نیز وہاں ڈاکخانہ، چوکی، تھانہ اور ڈاکٹر بھی ہوں اور اسمیں مختلف محلے مختلف ناموں سے معروف ہوں، لہذا جس قصبہ میں مذکورہ شرائط نہ پائی جاتی ہوں، وہاں جمعہ قائم کرنا درست نہیں۔ (امداد الاحکام (۱/۷۵۶) بتصرف)

**مصنف ابن أبي شيبة (١/ ٤٣٩)**

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «لَا جُمُعَةَ، وَلَا تَشْرِيقَ، وَلَا صَلَاةَ فِطْرٍ وَلَا أَضْحَى، إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ، أَوْ مَدِينَةٍ عَظِيمَةٍ» قَالَ حَجَّاجٌ: وَسَمِعْتُ عَطَاءً، يَقُولُ: مِثْلَ ذَلِكَ

**بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (١/ ٢٥٩)**

وأما الشرائط التي ترجع إلى غير المصلي فخمسة في ظاهر الروايات، المصر الجامع، والسلطان، والخطبة، والجماعة، والوقت.

أما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة وشرط صحة أدائها عند أصحابنا حتى لا تجب الجمعة إلا على أهل المصر ومن كان ساكنا في توابعه وكذا لا يصح أداء الجمعة إلا في المصر وتوابعه فلا تجب على أهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح أداء الجمعة فيها

**الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ١٣٧)**

والحد الصحيح ما اختاره صاحب الهداية أنه الذي له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود وتزييف صدر الشريعة له عند اعتذاره عن صاحب الوقاية حيث اختار الحد المتقدم بظهور التواني في الأحكام مزيف بأن المراد

القدرة على إقامتها على ما صـــرح به في التحفة عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سـكك وأسـواق ولها رسـاتيق وفيها وال يقدر على إنصـاف المظلوم من الظالم بحشـــمته وعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح اهـــ إلا أن صاحب الهداية ترك ذكر السكك والرساتيق لأن الغالب أن الأمير والقاضـــي الذي شـــأنه القدرة على تنفيذ الأحكام وإقامة الحدود لا يكون إلا في بلد كذلك. اهـ.

**وفيه ايضاً(٢/ ١٣٨)**

وفيما ذكرنا إشـــارة إلى أنه لا تجوز في الصـــغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضـــمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة؛ ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر،

**درر الحكام شرح غرر الأحكام (١/ ١٣٧)**

(أو فناؤه) عطف على المصر والضمير له (وهو ما اتصل به) أي المصر (معد لمصـالحه) كركض الدواب وجمع العسـكر والخروج للرمي ودفن الموتى وصـلاة الجنازة ونحو ذلك قوله أو فناؤه) أقول إنما لم يقل كالقدوري أو مصـلاه؛ لأنه غير مقصـور عليه بل جميع أفنية المصـر كالمصـر.(قوله وهو ما اتصـل به أي المصر) أقول اتصاله ليس قيدا احترازيا عن المنفصل لما قال الكمال وفناؤه هو المكان المعد لمصـالح المصـر متصـل به أو منفصـل بغلوة، كذا قدره محمد في النوادر وهو المختار.----------والله سبحانه وتعالى اعلم

الجواب صحیح
احقر محمود الہی غفر اللہ لہ
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
٥/ ربیع الثانی /١٤٤١ھ
03/ دسمبر /2019ء

زاہد اللہ
زاہد اللہ وزیرستانی غفرلہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
٥/ ربیع الثانی /١٤٤١ھ
3/ دسمبر /2019ء

دار الإفتاء
فتویٰ نمبر ٨٧/٢١٣٠
مورخہ ١١/٤/١٤٤١ھ
٢٠١٩/١٢/٩

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
٩/ ربیع الثانی /١٤٤١ھ
7/ دسمبر /2019ء

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
٦/ ربیع الثانی /١٤٤١ھ
4/ دسمبر /2019ء